کے جرم میں ابوجہل نے برچھی مار کر شہید کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کی شان میں شاعری فرماتی تھیں انہیں بھی ابوجہل نے اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ خواتین نے اسلام کے دفاع میں اپنا سب کچھ قربان کیا۔

آخرکار ۱۲ صفر ۲ ھ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دے دیا۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ قتال کے متعلق سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴ ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۝ (۲)

لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔

بغیر لڑے راستہ نہیں ملتا لڑنا مجبوری ہے، طاقت کا جواب جہاد کے ذریعہ دینے کا حکم ہے، جو مزاحمتی رویہ نہیں اپناتے وہ دنیا سے نیست و نابود ہو جاتے ہیں شاعر نے کہا۔

جینا ہے تو جینے کی پہلی سی ادا مانگو فرعون سے ٹکراؤ موسیٰ سے عصاء مانگو

ہر راہ میں چھوڑو خود قدموں کے نشاں اپنے توہین ہے غیروں سے نقش کف پا مانگو

مکہ میں جہاد کی اجازت نہیں تھی، مدینہ پہنچنے کے بعد اجازت ملی، آپ ﷺ غزوہ اور سریہ کی صورت میں دشمنان اسلام کے خلاف سربکف ہو گئے۔

صفر ۲ ھ میں آپ ﷺ ساٹھ مہاجرین کے ساتھ نکلے اور ابواء تک گئے، جہاں غزوہ ابواء واقع ہوا، یہ سب سے پہلا غزوہ تھا۔ اس کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہو گیا، بدر، احد، خندق اور پھر فتح مکہ۔

کفار جہاں جس کی ہیبت سے لرز اٹھے اسلام کے پرچم کو اس شان سے لہرایا

حضور اقدس ﷺ کے دور میں مردوں کو تو جہاد میں شرکت کا شوق تھا جس کے واقعات کتب سیرت میں کثرت سے نقل کئے گئے ہیں، لیکن عورتیں بھی مردوں سے پیچھے نہ تھیں، ہمیشہ مشتاق رہتیں جہاں موقع ملتا پہنچ جاتیں۔ اپنی جان و مال سے مدد کرتیں۔ خود بھی شرکت کرتیں، اپنے گھر کے مردوں، بچوں کو بھی جہاد میں بھیجتی تھیں۔

اُم زیاد کہتی ہیں خیبر کی لڑائی میں ہم چھ عورتیں جہاد میں شرکت کے لئے چل دیں۔ حضور اقدس ﷺ کو جب اطلاع ملی تو ہم کو بلایا، آپ ﷺ کے چہرے پر غصے کے اثرات تھے۔ ارشاد فرمایا:

تم کس کی اجازت سے آئیں اور کس کے ساتھ آئیں؟

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

۱۔ ہم کو اون بننا آتا ہے اور جہاد میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

۲۔ زخموں کی دوائیں بھی ہمارے پاس ہیں جو بھی زخمی یا بیمار ہوگا اس کی دوا کے ذریعہ مدد کریں گے۔

۳۔ ستو وغیرہ گھولنے اور پلانے میں مدد دیں گے۔

۴۔ اور کچھ نہیں تو مجاہدین کو تیر پکڑانے ہی کی مدد کریں گے۔

یہ جزبہ دیکھ کر آپ ﷺ نے ہمیں غزوہ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس وقت عورتوں میں بھی ایسا ولولہ اور جرأت پیدا فرمائی۔ جو آج کل کے مردوں میں بھی نہیں ہے دیکھئے خواتین اپنے شوق سے خود پہنچ گئیں اور اپنے لئے کتنے کام تجویز کر لئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضور ﷺ کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ احد کی لڑائی میں شریک تھیں۔ جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بھاگنے لگے تو آپ برچھی ان کے منہ پر مار مار کر واپس کرتی تھیں۔

یہی نہیں غزوہ خندق میں حضور ﷺ نے سب سے مستورات کو ایک قلعہ میں بند فرمایا تھا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا، یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کرنا چاہا۔ ایک یہودی حالات معلوم کرنے قلعہ پہنچا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھ لیا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی، حضرت حسان رضی اللہ عنہ ضعیف تھے۔ ضعف کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک خیمہ کا کھونٹا لیا اور خود اس کا سر کچل دیا اور بڑی بہادری سے اس کا سر کاٹ لائیں اور یہود کے مجمع میں پھینک دیا۔ اس وقت ان کی عمر اٹھاون برس تھی، آج کل اس عمر کی عورتیں گھر کا کام بھی نہیں کر پاتیں ہیں ایک مرد کو اس طرح تنہا قتل کر دینا اور ایسی حالت میں کہ یہ عورت تھیں دشمن یہودیوں پر خوف طاری ہو گیا وہ سمجھ گئے قلعہ میں مرد بھی ہیں صرف ایک عورت کے فولاد بننے سے

تمام خواتین محفوظ ہوگئیں اقبال نے کہا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!

غزوہ حنین کی لڑائی میں اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا باوجودیکہ حاملہ تھیں، شریک ہوئیں ایک خنجر اپنے ساتھ رکھتی تھیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کس لئے ہے؟'' عرض کیا یکہ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے گا تو اس کے پیٹ میں بھونک دوں گی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ام سلیطؓ نے بھی یہی خدمات انجام دی۔حضرت عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا ان عورت میں سے ہیں جو اسلام کے شروع زمانہ میں مسلمان ہوئیں۔ہجرت کے بعد جب لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ اکثر لڑائیوں میں شریک ہوتیں۔بالخصوص غزوہ احد، حدیبیہ، خیبر اور حنین ویمامہ وغیرہ ہیں۔

غزوہ احد کی لڑائی میں ان کی عمر تینتالیس برس تھی، ان کے بیٹے اور خاوند بھی اس لڑائی میں شریک تھے، جب کافروں کا غلبہ ظاہر ہونے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف چند جانثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے تو آپ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہوگئیں۔جو کافر ادھر کا رخ کرتا تھا اس کو بھگاتی جاتی تھیں، کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا، جس کے اندر کپڑے کے مختلف چیتھڑے بھرے تھے، جب کوئی زخمی ہوتا تو چیتھڑا نکال کر جلا کر زخم میں بھر دیتیں، خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں۔جنگ یمامہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہا نے بہت سی خدمات انجام دیں اور ان کا ہاتھ بھی اس میں شہید ہوگیا تھا۔

ایک عورت کے کارنامے جس کی عمر احد کی لڑائی میں تینتالیس برس اور یمامہ میں تقریباً باون برس تھی، اس عمر میں ایسے معرکوں میں شرکت کرامت ہی کہی جاسکتی ہے یہ خواتین اتنی بہادر تھیں بقول علامہ اقبال۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو ہم بگڑ جاتے تھے تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا جو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ بھی جہاد میں شریک تھیں۔حضرت عکرمہ

رضی اللہ عنہ جہاد میں شہید ہوگئے تو خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کرلیا۔ وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ولیمہ کا انتظام ہو رہا تھا کہ رومیوں نے حملہ کر دیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوگئے۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے خیمہ اکھاڑا جس میں نئے شوہر کے ساتھ رات بسر کی تھی، خیمہ کا کھونٹا لیا اور خود مقابلہ کیا اور سات آدمیوں کو تنہا قتل کر دیا۔

ہمارے زمانے کی کوئی عورت تو در کنار کوئی مرد بھی ایسے وقت یہ کام نہ کرتا اگر نکاح ہو بھی جاتا تو اس اچانک شہادت پر روتے روتے نہ معلوم کتنے دن سوگ میں گزرتے۔ اس اللہ کی بندی نے خود بھی جہاد کیا اور عورت ہو کر سات آدمیوں کو قتل کر دیا۔

بقول علامہ اقبال کے کبوتر کے تن میں شاہین کا جگر پیدا ہوگیا۔ یہ ہے اسلام اور اسلامی جہاد کی شان۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ تھیں، ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

> اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی عورت نے ان سے بہتر شعر نہیں لکھے نہ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک تھیں۔ انہوں نے اپنے لڑکوں کو نصیحت کی اور لڑائی کے لئے ابھارا۔ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> تمہیں معلوم ہے اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لئے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے آخرت کی زندگی باقی رہنے والی ہے اور آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾ (٣)

> اے اہل ایمان! (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور مورچوں پر جمے رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ مراد حاصل کرو۔

جب لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک باری باری آگے بڑھتا تھا

اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر جوش پیدا کرتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ ایک کے بعد ایک بالآخر چاروں شہید ہو گئے جب ماں کو خبر ہوئی تو انہوں نے کہا:

اللہ کا شکر ہے جس نے ان کی شہادت کا ہمیں شرف بخشا مجھے اللہ کی ذات
سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی
رہوں گی۔

ایسی بھی اللہ کی بندی مائیں ہوتیں ہیں جس نے چاروں جوان بیٹوں کولڑائی میں تیزی میں گھس جانے کی ترغیب دی اور شہید ہو جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے ہے بھروسہ اپنی ملت کے مقدر پر مجھے

۲۸ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جزیرہ قبرص پر جہاد کرنے کے لئے ایک بحری بیڑا تیار کیا گیا۔ اس حملے میں بہت سارے صحابہ وصحابیات شامل تھیں۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ قبرص کی فتح کے بعد واپسی میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سواری میں سوار ہو رہی تھیں کہ نیچے گر گئیں اور جامِ شہادت نوش کی۔ یہ وہی غزوہ ہے جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ: میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادے سے روانہ ہو رہے ہیں۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا کریں کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور فرمایا: ''تم پہلی جماعت میں ہو''

یہ ولولہ تھا جہاد میں شرکت کا کہ ہر لڑائی میں شرکت کی دعا کراتی تھیں پھر ان لڑائیوں میں شرکت کرتیں اور شہادت حاصل کرتیں۔ یاد رہے یہ پہلی بحری لڑائی تھی جس کے بارے میں اقبال نے کہا ہے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

جہاد ہی وہ جزبہ ہے جو اپنی بقاء فراہم کرتا ہے اس جذبہ نے صلیبیوں کے مقابلے میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی مدد فرمائی۔ اسی خلیفہ نے محمد بن قاسم کو سندھ کا فاتح بنایا۔ اسی جذبہ نے دنیا کی دو بڑی طاقتوں امریکہ اور روس کو شکست سے دوچار کیا۔ اسی جذبہ نے کشمیریوں کو مزاحمت کی قوت عطا کی، اور انشاء اللہ جلد پاکستان کی شہہ رگ کشمیر آزاد ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مجاہد کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

مجاہد کا مقام سب سے بلند اس لئے ہے کہ وہ اپنی قیمتی ترین متاع یعنی اپنی جان اللہ کے راستے میں قربان کردیتا ہے۔

اپنے خون سے اسلام کو سیراب کرکے زندہ و جاوید کر دیتا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

تم ہی سے اے مجاہدو جہاں کا ثبات ہے
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

جب تک مجاہد زندہ ہیں اسلام زندہ رہے گا، مردوں کے ساتھ خواتین بھی اس کی آبیاری کرتی رہیں گی جب تک زمین پر ظلم ختم نہیں ہوگا جہاد جاری رہے گا، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

الجهاد ماض إلى القيامة

اور جہاد قیامت تک جاری رہے گا،

ظلم پھر ظلم ہے بڑھے گا تو مٹ جائے گا
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

حوالہ جات:

۱۔ سورہ النساء: ۹۸

۲۔ سورہ بقرہ آیت ۲۴

۳۔ سورہ بقرہ آیت ۲۰۰

خواتین کے حوالہ سے شخصی قوانین

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

نمرہ

ایم۔اے اسلامک اسٹڈیز سال اول

محسن انسانیت نے انسانوں کو ابدی و دائمی قوانین عطا فرمائے قوانین کا ایک حصہ شخصی قوانین پر مشتمل ہے اس میں بھی مردوں و بچوں کے لئے قوانین ہیں، مسلم وغیر و مسلم کے قوانین ہیں خاص خواتین کے لئے بھی شخصی قوانین ہیں، جنہیں عائلی قوانین یعنی خاندانی قوانین بھی کہا جاتا ہے ان قوانین کا آغاز وحی الٰہی سے شروع ہوا، اور خطبہ حجۃ الوداع پر ان کی تکمیل ہوئی، آپ ﷺ نے اپنے آخری حج کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

> عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں، خود اپنے لئے کچھ نہیں کرسکتیں تم نے ان کو خدا کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اسی کے نام پر تمہاری لئے حلال ہوئی تھیں۔

آپ ﷺ نے عورت کے مقام کو نکھارا اور عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی نصیحت فرمائی اسلام نے عورتوں کو عزت و جائیداد میں حقدار قرار دیا اور واضح اعلان کر دیا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو زیادہ متقی ہے وہ زیادہ معزز ہے خواہ مرد ہو یا عورت بچیوں کی اچھی تعلیم و تربیت پر جنت سے فضائل بیان فرمائے تا کہ جاہلیت کے سلوک کا خاتمہ ہو، اسلام اور مسلم قانون عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے پر کسی طرح کی پابندی عائد نہیں کرتا حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

> علم حاصل کرنا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ عورت کو کمانے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد

ربانی ہے:

مردوں کے لئے وہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے وہ ہے جو وہ کمائیں۔

عورتیں اسلام کی حدود میں رہ کر جو اسلام نے عورت کے لئے متعین کئے ہیں کمانے اور خرچ کرنے کا حق رکھتی ہے۔ پاکستان کے آئین وقانون کے مطابق "ہر فرد کو کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت اور ہر قسم کی تجارت کرنے کی بھی اجازت ہے۔" جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح اسلام اور مسلم قانون نے نکاح کے سلسلہ میں عورت کو اس کی رضامندی کا بھی حق دیا ہے یعنی سرپرست لڑکی کی رضامندی سے نکاح کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ سے سوال بھی کیا اور انہیں مشورہ بھی دیا، فرمایا بیٹی تمہارا رشتہ حضرت علی کی جانب سے بھی آیا ہے اور فلاں صحابی کی طرف سے بھی علی رضی اللہ عنہ تمہارے قریبی عزیز ہیں دوسرے صحابی مالدار تھے عزیز نہ تھے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رضامندی کا اظہار کیا اور ان سے شادی کی۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس عورت کا ایک بار نکاح ہو چکا ہو اور پھر شوہر کی وفات ہوگئی ہو یا طلاق مل جانے کی وجہ سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنا ہو تو اس کا نکاح اس وقت تک نہیں کیا جائے گا، جب تک اس سے وضاحت کے ساتھ اجازت ورضامندی نہ لے لی جائے۔

یعنی غیر شادی شدہ عورت کا خاموش رہنا اس کی رضامندی کے اظہار کے لئے کافی ہے، لیکن جس کی ایک دفعہ شادی ہو چکی ہو وہ جب تک دوسری شادی کے لئے زبان سے اجازت نہ دے شادی جائز نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں لڑکی کی رضامندی ضروری ہے۔ اس لئے کہ جب لڑکی کی مرضی نکاح میں شامل نہیں ہونہ میں ورقانونی طور پر گیا ہے تو نکاح ہی نہیں ہوا اور جب نکاح نہیں ہوا تو ازدواجی تعلقات بھی جائز نہیں رہ سکتے۔

شادی ہوتے ہی بیوی میاں کی کفالت میں آجاتی ہے تاکہ نفقہ کی حقدار ہو جاتی ہے۔ شوہر پابند ہے کہ وہ اپنی بیوی بچوں کی اپنی معاشرتی و معاشی حیثیت کے شایان شان کفالت کرے۔